الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضلالا بعیدا

وہ جو خدا اور رسول کے احکام پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلاتا ہے

حلت متعہ

من تصنیف جناب مولانا مولوی سید محمد ح

مشہدی بخاری

حسب الحکم جناب مصنف رسالہ و مالک مطبع گلزار ابراہیم

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

۱۸۹۲ء

گلزار ابراہیم پریس مالیر کوٹلہ میں غلام حسین پرنٹر نے چھاپا

قیمت ۲/
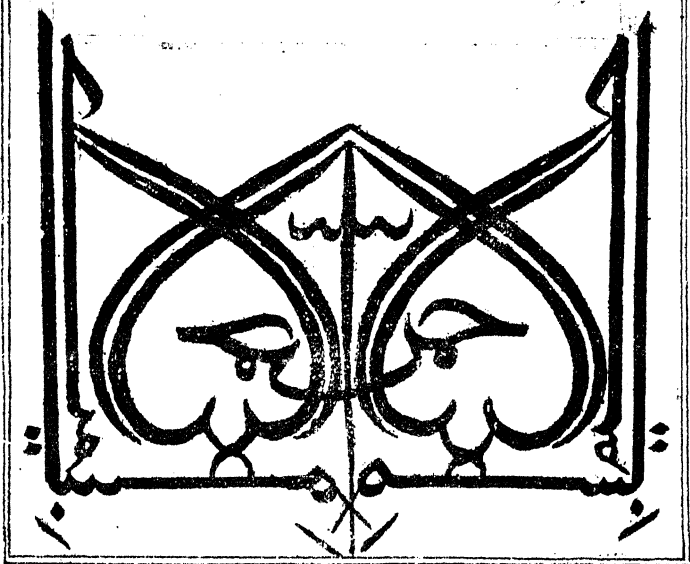
الحمد لله الذی خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق
الجان من مارج من النار وحب الشهوات الماکول والمشروب والمنکوح
صار فی طبایعهم قار فعلی اختلاف الاثار کانوا منهم الابرار ومنهم
الفجار والصلوة علی رسوله المختار الذی هدینا علی صراط الاخیار
والذی هو من فرض الله طاعته وطاعت اله الذین هم الائمة
الاطهار علی کل مسلم وکفار والذین سواهم فی الاستطاعته من
البریة بعزته ورسوله البشار کما قال اطیعوا الله ورسوله واولی
الامر منکم واسحق جب علی والا یتهم خلود المومنین فی خبا ن
فیما انها و اثمار واجعلها للموالین برات النجات عن النار صلوات
الله علیهم الی یوم القرار الف الف الف مراة فی کل لیل ونهار +

اما بعد بندہ خاطی ابن سید شمس الدین علی النقوی محمد حسن المشہدی ثم الحایری البخاری عرض کرتا
ہے خدمت میں سالکان سلوک ہدایت و یقین و پیروان سنت جناب سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ
والہ الطاہرین کے کہ درین وقت اکثر صاحبان دربارۂ حقیقت متعہ بہت سے سوال کرتے ہیں
اور جواز و عدم جواز اس کے میں استفسار کرتے ہیں بوجہ عوائق تقریر و عدیم الفرصتی بابی
تقریر سے اُس وقت سائل کو مطمئن کرنا متعذر ہوتا ہے لہذا مناسب متصور ہوا کہ اس باب
میں بالاستیعاب ایک رسالہ تالیف کیا جاوے کہ حاوی بعض احکامات آداب ضروریہ کا ہو
اور موثق کیا جاوے ساتھ دلائل عقلی و نقلی کے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ ایک مسئلہ ضروری
کو کس طرح ناجائز کیا ہے اور کن وجوہ سے اس حکم کو توڑا ہے افسوس طمع نفسانی ایسی ہے کہ جس
سے حلال و حرام میں بھی تمیز نہیں رہتی اور یہہ امر بھی نہیں کہ ایک شخص کی طمع نفسانی پر غور
کیا جاوے بلکہ آنکھ بند کر کے جمہور بھی اُسکی [illegible] مقلد پیر ہو جاتے ہیں اس رسالہ کو جو صاحب
ملاحظہ کرینگے معلوم ہو جائیگا کہ متعہ جائز ہے یا ناجائز لہذا مرتب کیا ہے اس رسالہ کو دو باب
پر باب اول اثبات متعہ میں باب دویم احکام و آداب متعہ میں اب شروع فی البیان
و نستعین من اللہ المستعان۔ **باب اول** قال اللہ تعالی در سورہ نساء
جز خامس رکوع اول فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی جب
کسی نے برخورداری پائی ساتھ اُنکے عورتوں سے جو منکوحہ ہیں پس دو تم اُن کو مہر اُن کی درحالیکہ
مفروض ہے **بیان** فا حرف عطف کا اور ما موصولہ ہے استمتعتم صیغہ ماضی معلوم باب استفعال
سے ہے جو افادہ معنی ابتدا کا کرتا ہے موجب خاصیت اپنی کے فریضہ حال واقع ہوا ہے اجور کا
مراد اس سے یہہ ہے کہ اجورہ واجب ہوتا ہے ادا اُس کا استمتاع پر تمام اُس کا بخلاف نکاح دائمی
کے کہ تمام اجورہ مجرد نکاح پر واجب نہیں ہوتا ہے الا بعد مواقعت کے پس مخصوص ہونا ورود
اس آیہ کا در باب متعہ متبادر ہے سوا اس کے اور کوئی امر مستفاد نہیں بلکہ علماء ثقات [illegible]
اہل سنت بھی ورود آیہ ہذا کا متعہ میں قائل ہیں چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور صاحب
مدارک نے تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ یہہ آیہ متعہ میں نازل ہوئی ہے اور زاہدی نے تفسیر
زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اجر گفت و مہر و صداق نگفت دلیل است کہ مراد متعہ است اور

تفسیر درمنشور میں سیوطی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ فما استمتعتم بہ منھن یعنی نکاح متعہ

اور قول مخالفین منسوخیت آیہ متع میں مقبول نہیں بلکہ منسوخ ہے بچند وجہ اول یہہ قول بعضے

متعصبین کا خلاف عقیدہ علمائے فحول ومقتدمیں اہل سنت قائل تنسیخ نہیں ہیں چنانچہ

فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت ایۃ المتعہ

فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدھا ایۃ تنسخہا دویم جس آیہ کو ناسخ اس کی قرار

دیتے ہیں یعنی آیہ الا علی ازواجھم او ماملکت ایمانھم مدنی ہے اور آیہ متعہ مکی

ہے آیہ مدنی آیہ مکی کی ناسخ نہیں ہوسکتی اس جہت سے کہ آیہ مکی سابق ہوتی ہے اور آیہ مکی

لاحق سابق لاحق کی ناسخ نہیں ہے سوم مشروعیت متعہ آیہ سے ثابت ہے اور منسوخیت

بخاری روایت سے روایت کا ناسخ آیہ ہونا خلاف عقل ہے ماورا اسکے ثبوت متعہ میں چند

دلائل عقلی موثق ومضبوط ہیں اول یہہ کہ قرائت اہل بیت علیہم السلام میں لفظ الی اجل مسمی کا

ہونا دلیل قوی ہے مشروعیت کے واسطے چنانچہ ثعلبی نے جو علمائے عظام اہل سنت سے

تھی جبیر بن ابی ثابت سے روایت کی ہے کہ جبیر نے کہا کہ ابن عباس نے مجھہ کو کلام اللہ دیا

اُس میں یہہ آیہ اس صورت تھی فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتو

ھن اجورھن فریضہ اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ ابن عباس وابن جبیر وابی

بن کعب وابن مسعود وغیرہ نے اس آیہ کی قرأت معہ جملہ الی اجل مسمی کے بھی درصورتیکہ قرأت

اس آیت کے معہ جملہ الی اجل مسمی مسلم ہے کسی طرح کا شبہ ورود اسکیمیں بجز نکاح منقطع

کے جس کو متع کہتے ہیں نہیں، دویم روایات فریقین سے ثابت ہے کہ ابن عباس فتوی

ساتھہ نکاح متعہ کے دیتی تھی اور خود عمل اُس پر کرتے تھے چنانچہ مناظرہ اُن کا ابن زبیر کے

ساتھہ اس باب میں مشہور ہے اور ابن عباس وہ ثقہ راوی ہیں جن کے حق میں زبان پاک

وحی ترجمان وحق بیان جناب رسالت ماب صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ الاطیاب سے جن کی

شان میں رب العالمین نے فرمایا ہے ماینطق عن الھوا ان ھو الا وحی یوحی وارد ہے انہ

کنیف ملی علماً یعنی تحقیق ابن عباس محوطہ ہے پُر از علم یہہ ابن عباس کے بدان نے علم پر احاطہ

کیا ہے پس فتوی ایسے شخص کا محمول برخلاف ہرگز نہیں ہوسکتا سوم روایت مشہورہ خلیفہ

دویم کہ فرمایا انہوں نے متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ محرمہما ومعاقب علیہما متعہ الحج ومتعہ النساء اور طبری نے جو اعظم اہل سنت سے ہیں کتاب مشیر میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ خلیفہ ثانی فرمودہ ثلث کن علی عہد رسول صلوۃ اللہ علیہ والہ انا محرمہن ومعاقب علیہن متعہ الحج ومتعہ النساء وحی علی خیر العمل ان روایات معتبرہ سے مشروعیت واباحت متع کی اور رواج اس کا در عہد جناب رسالت ماب صلوۃ اللہ علیہ والہ اور عدم ممانعت استعمال اس کی کسی عہد میں سوائے عہد خلیفہ دویم ثابت ہے زیرا کہ اگر کسی اور عہد میں ممانعت اسکے عمل سے صادر ہوئی ہوتی تو خلیفہ صاحب یہہ نہ فرماتے کہ احرمہما بلکہ یہہ فرماتے کہ بعد اجرا پھر فلانے عہد میں منع ہوگیا تھا چہارم عینی شارح صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابو سعید خدری سے اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تمتعنا الی نصف خلافت عمر حتی منع الناس فی شان عمرو بن الحریث یعنی ہم دونو متع کرتے تھے تا نصف خلافت عمر تک تا اینکہ منع نمود عمر مردمان را از متعہ در باب عمر بن حریث پنجم جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں جس جگہ اولیات خلیفہ دویم کا ذکر کیا ہے لکھا ہے اول من حرم المتعہ یعنی عمر وہ شخص ہے کہ جس نے متعہ کو حرام کیا ہے اس تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ دویم کے منع کرنے سے پہلے متعہ منع نہیں تھا پس جس فعل کے اباحت بحکم الہی عہد جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ میں ثابت ہوچکی ہو حرام کرنے خلیفہ صاحب سے وہ امر کس طرح حرام ہو سکتا ہے چنانچہ روایت مشہور ہے عبد اللہ بن عمر کہ وہ فتوی متعہ کا دیتے تھے کہا ان سے لوگوں نے کہ تم فتوی جواز متعہ کا دیتی ہو حالانکہ تمہاری باپ نے متعہ حرام کیا تھا کہا عبد اللہ بن عمر نے کہ جس امر کو خدا اور رسول خدا نے جاری ومباح کیا ہو میرے باپ کے حرام کرنے سے وہ فعل حرام نہیں ہوتا میرے باپ ناسخ و مجاز تنسیخ حکم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کی نہیں ہوسکتے اور روایات طریق شیعہ سے جو اباحت متعہ میں وارد ہیں وہ یہہ ہیں محمد بن یعقوب عن عدۃ من اصحابنا عن سہیل بن زیاد وعلی بن ابراہیم عن ابیہ جمیعا عن ابن ابی نجران عن عاصم بن حمید عن ابی بصیر قال سألت ابا جعفر علیہ السلام عن المتعۃ فقال نزلت

فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة عنه عن محمد بن اسمعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان عن ابن مسكان قال سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول کان علی علیه السلام یقول لولا ما سبقنی الیه ابن الخطاب ما زنی الا شقی القاو عنه عن محمد بن یحیی عن عبدالله بن محمد عن علی بن الحکم عن ابان بن عثمان عن ابی مریم عن ابی عبدالله علیه السلام قال المتعة نزل بها القرآن وجرت بها السنة من رسول الله صلی الله علیه وآله اور بیشتر روایات اہل سنت کے بھی موافق اس کے ہیں چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں عطا سے جو کہا کہ ایک جماعت نے جابر بن عبداللہ انصاری سے چند مسئلے دریافت کئے اُن میں سے ایک یہہ تھا کہ متعہ مشروع و حلال ہے یا نہ کہا حلال اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اسکو مشروع کیا بحکم الٰہی ایضاً مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں باسناد خود روایت کی ہے حدثنا الحسن الحلوانی قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا ابن جریج قال قال عطاء قدم جابر بن عبدالله معتمراً فجئناه فی منزله فسأله القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعة فقال استمتعنا علی عهد رسول الله وابی بکر وعمر

عمدہ دلیل عقلی اباحت متعہ میں یہہ ہے کہ وطی دو قسم پر ہے مشروع و غیر مشروع مشروع کو عرف عام میں نکاح اور غیر مشروع کو زنا کہتے ہیں اگر متعہ قسم نکاح میں نہیں ہے تو لازم ہے کہ قسم زنا میں ہو بسبب اسکے کہ نکاح و زنا میں تقابل عدم و ملکہ ہے جس میں واسطہ نہیں ہوتا بخلاف تقابل تضاد کے کہ اس میں واسطہ ہوتا ہے اگر متعہ قسم زنا سے ہوتا تو بالضرور جملہ کبائر میں مشتہر ہوتا بسبب اسکے کہ زنا جملہ کبائر میں سے ہے حالانکہ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر میں نیز اکثر علماء نے اپنی تصانیف میں کبائر کا حصر کیا ہے کسی نے متعہ کو شامل حصر کے نہیں کیا پس عدم انحصار اس کا کبائر میں و عدم شمول اس کا زنا میں عمدہ دلیل اباحت کے ہے دیگر یہہ کہ از روئے علم اصول فقہ کے حلت شئے کے عدم علم حرمت اسی سے ثابت ہوتی ہے کما ہو مشتہر کل شیء مباح حتی یعلم حرمته اگر کوئی کہے کہ حرمت اس کی قول خلیفہ دوم سے ثابت ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ حرمت مقابل حلت کے ہونی چاہیے جب کہ حلت اس کی نص الٰہی سے ثابت ہے حرمت بھی نص الٰہی سے ہونی چاہیے نہ قول خلیفہ صاحب کو محرم

ان کا کہتے ہو وہ خود بدلائل مذکور مخدوش ہو چکا مخدوش حادثین نہیں ہو سکتا اگر کہا جاوے
کہ صاحب رواجر نے زنا کو جملہ انواع حرمت رواجر میں لکھا ہے متعہ کو ایک قسم کا زنا تصور کیا
اپنے زعم میں اس جہت سے متعہ تفصیل شامل کبائر نہیں کیا جواب اس کا یہ ہے کہ صاحب
رواجر نے یہہ کتاب رواجر مابہ الاختلاف فی الکبائر میں لکھی ہے چنانچہ نام اسکا بھی ظاہر ہے
متعہ ایک مذہب مسلمانوں کے نزدیک حلال و مباح ہے اور معمول بہ اور بعضے مذاہب اہل سنت
کے اگرچہ معمول بہ نہیں بلکہ متروک ہے بدون ثبوت حرمت کے چنانچہ تفسیر کبیر و در منثور
وغیرہ سے ثابت ہے پس اس صورت میں مختلف فیہ قرار پایا صاحب رواجر کے نزدیک اگر قطعی
حرام یا مختلف فیہ ہوتا تو بالضرور اس کو بھی مختلف فیہ میں شمار یا معہ قطعی میں کرتے حالانکہ
کتاب مذکور میں اسکا کہیں ذکر نہیں ہیں صاحب رواجر کے نزدیک بھی اسکی اباحت میں کچھ
کلام نہیں سواے اس کے ابن قیم نے جو اعاظم علماء سے اور مقتدی جملہ فرق اہل سنت کے
ہیں کتاب تقنید الشیطان میں حیلوں اور بعضے اقسام طلاق نامشروع و بدعات اور مخالفت
اُن کی اور مدالیس و مکاید شیطانی مفصل تمام و مبسوط کلام منصوبہ کیے ہیں متعہ کا کہیں ذکر
نہیں کیا اگر متعہ اُنکے نزدیک ناجائز ہوتا تو بالضرور متعہ کا منجملہ اُنکے ذکر کرتے و مدالیس و
مکاید شیطانی میں شمار کرتے پس ثابت ہوا کہ ان دو عالموں کے نزدیک جن کے تمام اہل سنت
مقلد و پیرو ہیں اباحت متعہ میں شک نہیں ہے **فائدہ** خلیفہ صاحب نے اگر
بنظر کسی مصالح وقت کے متعہ کو منع کیا ہے ہر چند وہ مصلحت ضروری تھی لیکن کسی صورت
مخل مشروعیت متعہ کی نہیں ہو سکتی اس وجہ سے کہ مشروعیت متعہ بحکم خدا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ ثابت ہے اور ممانعت بتجویز خلیفہ صاحب چنانچہ فرمایا ہے انا محرمہما
قبول ممانعت میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور ترجیح بلا مرجح و مرجوح عند الجمہور باطل ہے
پیروی امر باطل کی موجب بیزاری خالق ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا نسبت
منع متعہ کے ایسا ہی حکم ہے چنانچہ کتاب استبصار میں جو شیعوں کی معتبر کتاب ہے حدیث
موجود ہے جواب اس کا بچند وجہ ہے اول یہہ کہ یہہ اتہام محض ہے دلیل اتہام کی یہہ
ہے کہ اگر بنسبت متعہ کی حکم حضرت علی علیہ السلام کا ایسا ہوتا تو ائمہ ہمارے علماء و مجتہدین

مذہب شیعہ کے فتاوی کس صورت اس کی اباحت کے جاری ہوتے اور معمول بہ کیوں ہوتا دویم یہہ کہ کوئی دوسری حدیث ائمہ علیہ السلام سے بھی موافق اس کے صدور وارد ہوتی حالانکہ کوئی حکم ائمہ علیہ السلام موافق اس کے ممانعت میں وارد نہیں ہے تمام احادیث متواترہ کثیرہ سے جواز اس کا ثابت ہے فقط یہی حدیث اُس کے مضمون کی ہے سوم روایت مشہور ہے حضرت علی علیہ السلام سے لولا سبقنی الیہ ابن الخطاب ما زنی الا شقی یہہ نقیض ہے قول خلیفہ دویم کا نقیض ہر شے کی رفع شے کا ہوتا ہے اور حدیث استبصار موید قول خلیفہ دویم کی ہے پس لازم آیا اجتماع ضدین سو یہہ محال ہے اور یہہ حدیث لولا سبقنی متواتر ہے اور وہ حدیث ساذ چہارم آنکہ جیسا خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت وقتی کے اقتضا سے متعہ فرمایا تھا در صورت تسلیم اعتبار حدیث استبصار حضرت علی علیہ السلام نے بھی کسی مصلحت وقتی کی جہت سے بیان روایت سماعی کا قطع از نظر از تحقیق و تصدیق حدیث کے فرمایا ہو اسے جہت سے جامع حدیث نے اس حدیث کو تصدیق نہیں کیا و معتبر نہیں گردانا چنانچہ لکھدیا ہے اس حالت میں یہہ حدیث قابل سند و محل اعتبار و مخل جواز متعہ نہیں ہو سکتے اور احکام مصالح وقتیہ استمراری نہیں ہو سکتی پنجم جواز متعہ آیہ سے ثابت ہے اور عدم جواز از روایت سے روایت ناسخ آیہ کی نہیں ہو سکتی **تنبیہہ** عبد ضعیف راجی الی ربہ القوی محمد حسن المشہدی الحایری جامع اوراق معترف بہیچمدانی عرض پرداز ہے کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرضوان صاحب استبصار باب الاختلاف الاحادیث والاخبار نے کتاب مذکور میں حدیث حرمت متعہ کو ایراد فرما کے تاویل اُس کی تبقیہ ارشاد فرمائی ہے یہہ مقام محل تردد کا ہے اس وجہ سے کہ کتب محققین امامیہ مثل سید علم الہدیٰ سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و غیرہم رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہے کہ تقیہ رسول صلوٰۃ اللہ علیہ پر حرام ہے زیراکہ باعث عدم اشاعت حق کا متصور ہے اور امام علیہ السلام پر اختلاف ایسی حقوق میں تقیہ جائز ہے لیکن جو امور ایصال الی اللہ سے عباد مکلفین کو دور رکھیں اُس جگہ تقیہ امام کو جائز نہیں اور عامہ مومنین کو تقیہ اصول فرق میں جائز ہے جو منکر توحید اور نبوت اور سایل اہلبیت علیہ السلام کی نہ ہوں اگر نسبت تقیہ بجانب علی علیہ السلام

کیجاوے تو خلاف جمہور علمائے شیعہ و عقائد حقہ انکی نیز مستلزم تسلیم حدیث
کا ہوتا ہے تسلیم اس حدیث کے سراسر مخالف مذہب حقہ کے ہے + اس
دلیل سے کہ حدیث برجوع و آیہ قرآن مدام راجح ہے - موافق اصل مذہب
حقہ کے صورت ہذا یعنی تسلیم حدیث میں ترجیح مرجوع لازم آتی ہے سو یہہ باطل
ہے بلکہ نسبت تقیہ کے محمول بر تقیہ ہے زیرا کہ جو حدیث کہ منسوب بائمہ طاہرین
ہو بعد لحاظ رواۃ کے اگر جرح و خلل سے کل رواۃ حدیث پاک ہوں تو اُسوقت
تاویل حدیث بدیگر اسلوب جایز الامکان ہے اس سبب سے کہ الزام بر امام
علیہ السلام عاید ہوتا ہے جو حدیث نظر بر احوال رواۃ قابل اطمینان کے نہیں
ہے تاویل کرنا اسکا بدیگر اسلوب جائز نہیں جب حقیر نے رواۃ حدیث کو کتب
اسماء الرجال سے مطابق کیا تو کل روات اُس کی ضعیف غیر جید مخالف مذہب
پائی چنانچہ خاکسار تصریح ہر شخص کی رواۃ حدیث سے کریگا جب اس حدیث کے
راوی مجروح ہوئے تو حدیث کے غیر مسلم عند التحقیق قرار پائی پس ایسی حدیث
سند دعوی میں کافی نہیں ہوسکتی تفصیل احوال رواۃ کی بدین منوال ہے اول
محمد بن الحسین بن سعید یہہ شخص بدرجہ غایت ضعیف العقیدہ و ضعیف الروایت
تھا بعضوں نے کہا ہے کہ غالی تھا کما ورد فی التخلیص محمد بن الحسین
بن سعید الصایغ کوفی ینزل فی بنی ذھل الوصص ضعیف جداً قیل انہ
غال دوئم محمد بن احمد بن یحیی یروی عن الضعفا و یعتمد المراسیل
ولا یبالی عن اخذ باطل فی نفسہ طعن یعنے یہہ شخص بذات خود مطعون
تھا اخذ باطل میں کچھ اس کو احتیاط نہ تھا چنانچہ مذکور ہوا سوم حسین بن علوان
کوفی مخالف مذہب تھا مراد اس حسین ثقہ تھا وہ بھی جماعت عام میں تھا -
اور اپنے بھائی حسین کی نسبت جو راوی حدیث ہے ثقہ تھا ورنہ ثقاہت
کاملہ اُس میں نہ تھی لیکن اُن کو رغبت و محبت امام علیہ السلام تھی چنانچہ صاحب
تخلیص تحریر فرمودہ چہارم عمر بن خالد الواسطی یہہ شخص واسط کے رہنے والا

اہل سنت سے تھا حضرت زید سے اکثر روایت کرتا تھا مگر اُس کو محبت اہل بیت
سے تھی ثقاہت و عدم ثقاہت میں مجہول الحال تھا چنانچہ تخلیص میں مرقوم ہے عمر
بن خالد الواسطی روی عن زید بن علی علیہ السلام کان من رجال العامۃ الا ان
له میلا شدیدا الیهم کان من اقل خصر علی اهل القدر و هو یوافق بالحمد تمام

باب دویم در ارکان و احکام و آداب متعہ اس باب میں

دو فصلیں ہیں

فصل اوّل

ارکان متعہ میں ارکان جمع رکن ہے رکن
بمعنی لغوی پایہ تخت یا وہ چیز جس پر قیام شے و غیرہ کا ہو رکن متعہ کے چار
ہیں اول صیغہ دویم محل سوم اجل چہارم مہر اگر عدم کسی رکن ارکان چارگانہ میں
سے فرض کیا جاوے تو متعہ ممکن نہیں اگر مواقعت ایسے متعہ سے واقع ہو
جس کا کوئی رکن مفقود ہو وہ فعل حرام ہے زنا میں داخل ہے زیرا کہ خلاف
وضع شرعی کے واقع ہوتا ہے اما رکن اوّل صیغہ ہے پس صیغہ وہ
لفظ ہے جو شرع نے وضع کیا ہے واسطے صحت و حلت اس نکاح کے وہ دو
لفظ ہیں ایک کو ایجاب کہتے ہیں دوسرے کو قبول ایجاب بجانب زن کے ہوتا
ہے قبول بجانب مرد کے ایجاب کے تین کلمہ ہیں زَوَّجْتُكَ وَمَتَّعْتُكَ وَ
اَنْكَحْتُكَ قبول کے دو کلمہ ہیں قَبِلْتُ وَرَضِیْتُ چنانچہ مرد نسبت بروایت
ابان بن تغلب قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام کیف اقول لها اذا
خلوت بها قال تقول اتزوجک متعۃ علی کتاب اللہ و سنۃ نبیہ لا وارثۃ
و لا موروثۃ کذا کذا یوما و ان شئت کذا و کذا سنۃ بکذا و کذا درهما
و یسمی من الاجر و من الاجل ما تراضیتما علیہ قلیلا کان او کثیرا
فاذا قالت نعم فقد رضیت و هی امرأتک و انت اولی الناس بها ایضاً
بروایت ابن بصیر عن تغلب قال تقول اتزوجک متعۃ علی کتاب اللہ
و سنۃ نبیہ نکاحا غیر سفاح و علی ان لا ترثنی و لا آترثک کذا و کذا
یوما الذا و کذا درهما و علی ان علیک العدۃ ایضاً ابن عمران هشام

بن سالم قال قلت کیف یتزوج المتعه قال یقول اتزوجک کذا وکذا یوما یکذا وکذا درهما فاذا مضت تلک الایام کان طلاقها فی شرطها ولا عدۃ لها علیک صورت ترکیب ان الفاظ کی انشاء اللہ تعالیٰ بعد ذکر چار رکن کے بیان ہوگی ❋ رکن دویم محل ہے یعنی جائے وقوع نکاح وہ عورت ہے جس سے نکاح کیا جاوے ❋ شرط اس میں یہہ ہے کہ زوجہ متوعہ مسلمان یا اہل کتاب میں سے ہو مثل یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ کے لیکن اُس کو پینے شراب یا کھانے حرام سے منع کرے متعہ جائز نہیں زن بت پرست وزن ناصبیہ معلنہ سے معلنہ کہتے ہیں ❋ اُس کو جو اعلان عداوت کا کرے اور ناصبیہ اُس کو کہتے ہیں جو موالیان اہل سنت سے اظہار عداوت کا کرے مثل خوارج وغیرہ کے جائز نہیں متعہ زن شوہر دار وصاحب عدۃ سے خواہ عدۃ طلاق ہو خواہ فراق از موت ہو وخواہ عدۃ خلع نیز جائز نہیں کنیز کے ساتھ بدون اذن اُس کے مالک کے وزن کنیز سے زن آزاد پر مگر باذن زن آزاد ایسی ہے بھانجی و بھتیجی زن سے مگر باذن زن اور جائز نہیں زن زانیہ سے اور حکم جمع بین الاحتین نکاح و متعہ میں مساوی ہے یعنے جائز نہیں اور جائز ہے جمع یا زیادہ از چار زن بلا قید انتہا کے متعہ میں اور مکروہ ہے بدون ضرورت مروبست بروایت اسمعیل عن الرضا علیہ السلام فی حدیث قال ینبغی لک ان تتزوج الا بماھو مومنۃ ان اللہ عزوجل یقول الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ و الزانیہ لا ینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المومنین ایضا منہ انہ سال عن المتعہ فقال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بمومنۃ او مسلمۃ ایضاً اسمعیل بن سعد الاشعری قال سئلتہ عن الرجل یمتع من الیھودیۃ والنصرانیۃ قال لا اری بذلک باسا قال قلت فالمجوسیۃ قال لا **فائدہ** ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہے موجب تعارض بجز اختلاف روات اور کوئی امر نہیں ایسے مقام میں حکم رجحان پر ہوتا صادر ہوتا ہے اس خاکسار کی

تحقیق میں جواز کو ترجیح حاصل ہے دو دلیل سے اول یہہ کہ جواز میں دو حدیثیں
وارد ہیں اور عدم جواز میں ایک ساذ حکم ہے دویم جواز میں حکم دو امام علیہما السلام
کا متفق ہے اور عدم جواز میں ایک امام کا حکم ہے لہذا شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ
نے محمول برکراہت کیا ہے عند تمکین غیر مجوسیہ و با عدم تمکین غیر مجوسیہ جابر
تصور فرمایا ہے چنانچہ استبصار میں مفصل بیان ہے لیکن نظر بتطبیق فیما میں
حکمین ممکن ہے کہ ممانعت نسبت مجوس بنا بر شبہہ کے وارد ہوئی ہو چونکہ یہہ
امر یقینی نہیں ایسے مقام میں استنباہ نسبت روایت کے ہی ہوتا ہے لہذا
ملاحظہ احوال روات کا ضرور ہوا چنانچہ خاکسار نے کتب رجال سے روات کو
جو دیکھا تو تینوں حدیثوں کے راوی ثقہ پائے مگر محمد ابن سنان کہ یہہ مختلف الاحوال
ہے ہر چند ضعف کو نسبت اس کی رجحان ہے مگر بنظر تصدیق محقق اول علیہ الرحمۃ
صحت ان دو احادیث میں کچھہ شبہہ نہیں چنانچہ شرائع میں فرمایا ہے علی
اشہر الروایتین وہ جو بعضے حضرات جواز متع میں زن مجوسیہ کے ساتھہ توجہ
عدم شہرت کتاب مجوس و نا معلوم ہونے سے ان کی مجوس کو منجملہ کفار غیر کتابیہ شمار
و گفتگو نے جواز میں قابل التفات کے نہیں بامن دلیل کہ یہہ امر مسلم مذہب حقہ
امامیہ کا ہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کسی مسئلہ میں بدون ثبوت
سماز نص اپنی رائے کو دخل نہیں فرماتے جیسا کہ جناب نبی صلوۃ اللہ علیہ و آلہ
کوئی کلام بدون وحی الہی کے ارشاد نہیں فرماتے یہی نص ما ینطق عن الہوی
ان ہو الا وحی یوحی شاہد اس مقال کی ہے نیز علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم
الرحمۃ و الرضوان نے مجوس کو شامل اہل کتاب کیا ہے چنانچہ شرائع میں
محقق اول نے فرمایا ہے۔ فلیشترط ان تکون الروضہ مسلمۃ
او کتابیہ کالیہودیہ والنصرانیہ والمجوسیۃ علی اشہر الروایتین انتہی
پس نظر بتحقیق محقق اول علیہ الرحمۃ کی گفتگو کو اس امر میں محال گنجائش
نہیں ثانیا حیات القلوب میں حیات علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کی بروایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مجوس کو منجملہ اہل کتاب شمار کیا ہے اور بنی اُن
کے نام جا ماسپ تحریر فرمایا ہے پس در صورت تسلیم ابن حدیث کوئی محل
اعتراض کا نہیں جناب ہادیانا و مقتدانا مولوی ابوالقاسم دام اللہ بقائہم
نے اپنے رسالہ برہان المتعہ میں اولویت ترک کو مطلق تحریر فرمایا ہے اگر مقتصد
بشرط عدم میسر غیر مجوسیہ کے فرماتے تو اولیٰ تر تھا جیسا کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ
نے ارشاد فرمایا ہے زیرا کہ ماخذ مطلق اولویت ترک کا کسے معلوم نہیں و مروی بروایت
اسحق الخزاعن محمد بن الفیض قال سئلت ابا عبداللہ علیہ السلام عن المتعۃ فقال
نعم اذا کانت عارفۃ الی ان قال وایاکم والکواشف والدواعی والبغایا
وذوات الازواج قلت ما الکواشف قال اللواتی یکاشفن وبیوتہن
معلومۃ ویوتین قلت فالدواعی قال اللواتی یدعون الی انفسہن
وقد عرض بالفساد قلت فالبغایا قال المعروفات بالزنا خذوات
الازواج قال المطلقات علی غیر السنۃ ایضاً بروایت ابی نصیر عن الرضا
علیہ السلام قال سئلتہ یمتتع بالامۃ باذن اہلہا قال نعم ان اللہ
عزوجل یقول فانکحوہن باذن اہلہن ایضا بروایت اسمٰعیل قال
سئلت ابا الحسن ہل للرجل ان یمتتع من المملوکۃ باذن اہلہا ولہ
امرأۃ حرۃ قال نعم اذا رضیت الحرۃ قلت فان اذنت الحرۃ یمتتع قال
نعم ایضا بروایت یزید قال سئلت امام الحسین علیہ السلام عن المتعہ
فقال ہی حلال مباح مطلق لمن لم یغنیہ اللہ بالتزویج فلیستعفف
بالمتعۃ فان استغنی عنہا بالتزویج فہی مباح لہ اذا اعناب عنہا و
بروایت اسحٰق عن بکر بن محمد فقال لا وبروایت محمد قال سئلت
ابا الحسن عن المتعۃ اہی من الاربع فقال لا وبروایت ازارۃ عن
ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ذکرت لہ المتعۃ اہی
من الاربع فقال تزوج منہن الفا فانہن مستاجرات والصاعن

زرارہ بن اعین قال قلت ما یحل من المتعۃ قال کم شئت وبروایت
ابی نصر عن ابی الحسن علیہ السلام قال سألتہ عن الرجل یکون لہ
امراۃ ھل یتزوج باختہا متعۃ قال لا **رکن سوم اجل ہے** یعنی
مدت متعہ پس یہہ شرط ہے متعہ میں اگر ذکر اس کا صیغہ میں نہ کیا جاوے تو نکاح
دائمی منعقد ہو جاویگا موافق مذہب شیخ وابن براج وابن صلاح وسید وابن زہرہ
ومحقق اول صاحب شرایع کی لو توھم من حدیث عبد اللہ بن سنان
اور ابن ادریس و علامہ بطلان عقد کی جانب گئے ہیں اس لئے کہ اجل شرط صحت
متعہ سے بھی باخلال بشرط مبطل مشروط کا ہوتا ہے و لو توھما بروایت زرارہ
زائدہ عرض کرتا ہے خاکسار مولف رسالہ کہ قول اخرین راجح ہے اس دلیل
سے کہ نکاح دو قسم ہے دائم اور منقطع فیما بین دونو قسموں کی نسبت بنا بین نسبت
ایجاب و سلب ہے جس میں واسطہ نہیں ہے اور امر متبائن فیما بین نکاحین
شرط اجل ہے چونکہ رفع شئے موجب ثبوت ضد شئے کا ہوتا ہے جس صورت
شرط اجل رفع ہوئی ضد اُس کی کہ بطلان عقد ہی لازم آیا مولف کے نزدیک
مراد اولین کے انعقاد نکاح سے نکاح دائمی ہو نہ نکاح منقطع کیونکہ مدت
اجل تا عمر ناکح ہو زیرا کہ اجل کا معین و محفوظ و محدود ہونا شرط ہے ہر چند اجل
نکاح منقطع میں جس کی مدت اجل مدت عمر ناکح ہو محدود ہونے میں بیشک
شک نہیں لیکن یہہ مدت معین بسنین و شہور و ایام نہیں حالانکہ بدین صفت
اجل کا موصوف ہونا شرط ہے اور قول اخرین کے مراد بطلان عقد سے شاید
عقد منقطع ہو جو فانحن فیہ ہے نہ نکاح دوام اور قلت و کثرت مدت کا کچھ مقدار
مقرر نہیں جس قدر پر دو رضا ہوں خواہ روز منہی خواہ سال مثل اس کی کہ
مقرر کیا یعنی اُسوقت سے تا زوال یا غروب یا دو روز یا ایک ماہ یا دو سال چنانچہ
ہشام بن سالم سے روایت ہے قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
تزوج المراۃ متعۃ ... متعۃ قال فقال ذالک اشد علیک ترثہا

و ترک و لا یجوز لک ان تطلقہا الا علی طہر و شاہدین قلت اصلحک اللہ
فکیف تزوجہا قال ایاما معدودۃ بشی مسمی مقدارہا تراضیتم فاذا مضت
ایامہا کان طلاقہا فی شرطہا و لا نفقۃ و لا عدۃ لہا علیک
الحدیث ۔ واجب ہے عورت پر تقابل مدت کا جس قدر اجرائی پائی جاوے
اگر بعد اجرائے صیغہ و جمع شرائط کے موافقت تا انقضائے مدت متروک
رہی اس صورت میں جو اجرہ قرار پائیگا لازم ہوگا ادا اسکا خواہ موافقت
اُس مدت میں واقع ہو خواہ نہ ہو اور انفکاک متعہ میں طلاق ضرور نہیں بدون
طلاق کے بعد انقضائے مدت کے علیحدہ ہو جاویگی چنانچہ ہر و نسبت بروایت
محمد بن اسمعیل عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال قلت لہ الرجل یتزوج
المراۃ متعۃ سنۃ او اقل او اکثر قال اذا کان شیئاً معلوماً الی اجل معلوم
قال قلت و تبین بغیر طلاق قال نعم **فائدہ** عرض کرتا ہے خاکسار مؤلف
مفہوم اکثر احادیث و احکام فقہا کا یہہ ہے کہ وضع کرنا اجراہ کا بقدر مدت
ترک موافقت جایز ہے چنانچہ رکن چہارم ذکر مہر میں بیان ہوگا مصنف کے
گمان نہ ہو کہ ان دونو مسئلوں میں تعارض واقع ہے زیراکہ حکم ادائے اجرت
مدت ترک موافقت کا اُس صورت میں ہے جو ترک بحالت اختیاری مثل عذر
کے یا بحالت اضطراری مثل مرض یا حبس کے منجانب شوہر واقع ہو اور حکم
وضع اجراہ اُسی صورت میں کہ بحالت اختیاری یا بدون اضطراری مثل نشوز
منجانب زن کی ظہور میں آوے چنانچہ متع و وضع مدت حیض کا دلیل صریح
ہے **رکن چہارم** مہر ہے یہہ شرط ہے عقد متعہ میں کہ مقرر کیا جاوے
بدون تقرر مہر کے عقد باطل ہوگا بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں اگر تعیین نہ ہو
تو مہر مثل قرار پاویگا نکاح باطل نہ ہوگا نیز شرط یہہ ہے کہ مہر ملک اس شخص کی
ہو جو نکاح کرتا ہے اور قبضہ میں اُس کے ہو یعنے تا لکھ کے پاس موجود ہو نہ مثل
اس کے کہ اس کا قرضہ کسی کے ذمہ ہو اُس قرضہ کو مہر میں حوالہ منکوحہ

کردے نیز شرط ہے کہ مہر میں کسی طرح کا اہمال نہ ہو یعنے معلوم ہو ساتھ وزن کے
یا کیل کے یا عدد کے یا وصف کے یا معلوم ہو ساتھ مشاہدہ کے مثل وہ من
جو کے اسقدر پیمانہ فلاں جنس کا یا عدد میں اسقدر روپیہ یا فلانی قسم کا لباس
یا یہہ اسپ یا رخت جو روبرو ہے مقدار مہر کے شرع میں معین نہیں ہے خواہ کم ہو
خواہ زیادہ حتی کہ یکمشت جو یا خرما وغیرہ اجناس لیکن شرط ہے کہ قیمت اُس جنس
کی ہو سکے اور لازم ہے ادا کرنا مہر کا ساتھہ عقد کے غیر ماجل یعنے فوری بخلاف
نکاح دوام کے کہ اُس میں مہر ماجل یعنے دوسرے وقت مہر ادا کیا جاوے اور
غیر ماجل بھی اگر شوہر قبل از دخول مدت معین منکوحہ کو بخشدے تو واجب ہوگا ادا کرنا
نصف مہر کا اگر بعد دخول کے بخشے تو تمام مہر قرار پاویگا مگر ساتھہ شرط وفائے مدت
کے منجانب زن کی سے اگر بعض مدت میں دخول کیا ہو تو اُسی قدر مدت کا مہر
کل مہر میں سے ادا کرنا واجب ہے باقی کو مختار ہے چاہے ادا کرے چاہے
وضع کرے لیکن ایام حیض وضع نہیں کر سکتا چنانچہ مرویست بروایت عمر
بن حنظلہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اتزوج المراۃ شہرا بشئ
مسمی فتاتی بعض الشہر ولا تفی ببعض قال یحتبس عنہا من صداقہا
مقدار ما احتبست عنک اللہ ایام حیضہا فالنا لہا اگر بعد عقد کے فساد
نکاح ظاہر ہوا اس کی کہ وہ عورت صاحب زوج ہو یا خواہر زوجہ سابق ناکح کی
یا مادر اُس کی زوجہ کی ہو مثل اس کے کوئی امر موجب فسخ کا ہو اگر یہہ فساد
قبل از دخول ظاہر ہوا ہو دریں صورت مہر کا دینا لازم نہیں اگر ادا کردیا ہو واپس
لینا لازم ہے اگر بعد دخول کے ظاہر ہوا ہو اور عورت مہر لے چکی ہو اُس کا واپس
لینا نہیں لازم اس صورت میں اگر بعض مہر ادا کردیا ہو اور بعض باقی ہو تو
جو کچھہ لے چکی ہے وہ حق اُس کا ہے جس قدر باقی ہو اُس کا مطالبہ نہیں کر سکتی
چنانچہ مرویست بروایت حفص بن البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال اذا بقی علیہ شئ من المہر وعلم ان لہا زوجا فما اخذ تہ

فلها بما استحل من فرجها ویحبس علیها ما بقی عندنا ۔ اور جائز ہے ایک عورت سے کئی مرتبہ متعہ
کرنا خواہ بطریق ایزاد مدت کے خواہ بعد بائن ہونے کے از متعہ دیگر شخص و مرویست بروایت زرارہ
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا تکون متعۃ الا بامرین اجل مسمی واجر مسمی و بروایت
زرارہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ الرجل یتزوج المتعۃ وینقضی شرطها ثم یتزوجها رجل اخری حتی بانت
منه ثم یتزوجها الاول حتی بانت منه ثلثا وتزوجت ثلثۃ ازواج یحل للاول ان یتزوجها قال نعم کم شاء
لیس هذه مثل الحرۃ هذه مستاجرۃ وهی بمنزلۃ الاماء ۔ مسئلہ اگر کسی شخص
نے بعد متعہ یعنی اجراے صیغہ کی مدت متعہ زن ممتوعہ کو خواہ قبل از دخول خواہ بعد
از دخول معاف کر دی ہو بعد معاف کرنے مدت کے پھر رجوع کرنا اسکو جائز نہیں اس
مدت میں جو بسل کی ہے چنانچہ مرویست بروایت علی بن رئاب قال کتبت الیه اسئله عن رجل
تمتع بامرأۃ ثم وهب لها ایامها قبل ان یفضی الیها او وهب لها ایامها بعد ما افضی الیها
هل له ان یرجع فیما وهب لها من ذلک فوقع لا یرجع ۔ متعہ میں شہادت و اعلان
کچھ ضرور نہیں البتہ مستحب ہے واسطے رفع اشتباہ فجور کے اور کافی ہے شہادت متعہ
میں واسطے رفع اشتباہ فجور کے دو عادل یا ایک مرد کے چنانچہ مرویست بروایت
مغیرہ قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام ما یجزی فی المتعۃ من الشهود فقال رجل وامرأتان
یشهدهما ۔ نکاح متعہ سے وراثت پانا ترکہ زوج میں سے زوجہ کو و ترکہ زوجہ میں سے زوج کو ثابت نہیں
مگر در صورتیکہ وقت نکاح کے موارثت کے شرط کی ہو بخلاف نکاح دوام کے کہ اس میں
واسطے موارثت کے ضرورت شرط کی نہیں بلکہ وقوع نکاح و بقاے آن تا حیات کافی
ہے موارثت کے واسطے چنانچہ مرویست بروایت ابی نصر عن ابی الحسن الرضا
علیہ السلام قال تزویج المتعۃ نکاح بمیراث و نکاح بغیر میراث ان اشترطت کان
وان لم تشترط لم یکن ۔ شاید دعوی کرنا سے مولف کہ شیخ محمد طوسی علیہ الرحمۃ
کے نزدیک نفی توارث لوازم متعہ میں سے ہے بدون شرط توارث کے اور با وجود
شرط توارث کے ثبوت توارث کا آپ نے چنانچہ استبصار میں باختلاف اخبار
میں فرمایا ہے لان الوجہ فیها انه لا میراث بینهما سواء اشترط نفی المیراث او لم یشترط

لان من الاحکام اللازمة فی المتعة نفی التوارث وانما یحتاج ثبوت الموارثة الی شرط

اس مقام پر تصریح اس امر کی ہونی ضرور ہے کہ اطلاق زوجیت کا منکوحہ موقتہ وغیرہ
موقتہ پر مساوی ہے جیسا کہ نفس فراق سے متبادر ہے اور بوجہ تخصیص وراثت
منکوحہ غیر باجل یعنے دوام کے ساتھ واضح ہو کہ لغت میں زوجیت [illegible] کو کہتے ہیں
اور زوج بمعنی جفت [illegible] کی بمعنی تا [illegible] کے اور اصطلاح فقہا میں بمعنی تصرف
فروج میں موافق احکام شرعیہ کے ہے اسی جہت سے جو تصرف فروج خلاف احکام
شرعیہ کے موافق ہے لفظ زوجیت کا اس پر اطلاق نہیں پاتا اور مناسبت فیما بین
[illegible] مناسبت تعدادی ہے علت عدم موارثت منکوحہ موقتہ کے وقوع قطع تعلق کا سبب
[illegible] اختیاری ہے کہ عام ہے کہ وہ سبب اختیاری قبل [illegible] اختلاط ہو
یا بعد میں اتفاقا واقع ہو مثال اول کی مدت [illegible] مثال ثانی کی طلاق
وخلع ہے ہر چند موت بھی سبب قطع تعلق کا ہے لیکن بوجہ غیر اختیاری ہونیکے جو
منع ارث کا نہیں ہو سکتی منع ارث کے واسطے [illegible] قطع تعلق کا اختیاری ہونا شرط
ہے پس نکاح دوام میں سبب اختیاری قطع تعلق [illegible] طلاق وخلع بعد عقد نکاح کے
اتفاقا واقع ہوتا ہے شارع نے منع ارث کو [illegible] کی جہت سے بعد وقوع سبب کے
تجویز کیا ہے اور نکاح متعہ میں سبب اختیاری قطع تعلق یعنی [illegible] انقضا
مدت متعہ قبل از [illegible] مناکحت [illegible] کو خاطر ہوتا ہے شارع نے منع ارث کو اس نکاح میں قبل
تجویز کیا ہے اس وجہ سے کہ سبب قطع تعلق [illegible] قبل از مناکحت [illegible]

اولاد متعہ کی لاحق ہوگی صاحب فراش کی یعنے ناکح کے ہر چند وقت عقد
کی شرط عدم لحوق کی ہووی اور عزل بھی عمل میں آوے باوجود شرط عدم لحوق وعزل
ورثہ پانیکی ترکہ پدری سے مستحق ہوگا بوجہ عدم لزوم شرط کے بعلت بطلان اس شرط
زیرا کہ یہ شرط خلاف احکام شرعیہ کے ہے جو امر کہ خلاف شرع کے ہوتا ہی باطل ہی
شرط باطل نافذ نہیں ہوتی [illegible] روایت مسلم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام سے
حدیث فی المتعة قال قلت ارایت ان حبلت فقال هو ولده ایضا اسمعیل بن بزیع

زن ممنوعہ کے ساتھ چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن ابی نجران واحمد بن ابی نصر قال لاباس ان تربیا۔۔ وتریدها اذا انقطع الاجل فیما بینهما تقول لها استحللتک باجل اخر برضا منها ولا یحل ذالک بغیرک حتی تنقضی عدتها و بروایت ابن ... اذا یزوج الرجل المراة متعة کان علیها عدة لغیره فاذا اراد هو ان یزوجها لم یکن علیها عدة یزوجها اذا شاء جائز ہی ایک عورت سی کئی مرتبہ متعہ کرنا زن ممنوعہ بعد سیوم مرتبہ کے حرام نہیں ہوتی مثل نکاح کے کہ بعد تین مرتبہ کے نکاح ایک شوہر سے پھر حرام موبد ہو جاتی ہے و مرویست بروایت ازرارہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت له الرجل یزوج المتعة وینقضی شرطها یزوجها رجل اخر حتی بانت منه ثم یزوجها الاول حتی بانت منه ثلثا و یزوجت ثلثة ازواج یحل للاول ان یزوجها قال نعم کم شاء ... مثل الحرة هذه مستاجرة وهی بمنزلة الاماء و بروایت علی بن الحکم عن ابی عبد الله علیه السلام فی الرجل یمتع من المراة المرات قال لاباس یمتع منها ما شاء ... اگر زن بالغہ رسیدہ متع کرے ولی اسکو ان کو اعتراض لازم نہیں ہر چند باکرہ ہو چنانچہ مرویست بروایت سعدان بن مسلم عن رجل ابی عبد الله علیه السلام قال لاباس بزوج البکر اذا رضیت بغیر اذن الولیا ایضا باسناده عن ابی سعید عن الحلبی قال سالته عن التمتع من البکر اذا کانت بین ابویها اذن ابویها قال لاباس مالم یفتض ما هناک لتعف بذلک اور بعض روایت سے کراہت جواز متع میں باکرہ سے بدون اذن باپ اسکے کے ثابت ہے چنانچہ بروایت ابی نصر عن الرضا علیه السلام قال البکر لا یزوج متعة الا باذن ابیها و بروایت حفص بن البختری عن ابی عبد الله علیه السلام فی الرجل یتزوج البکر متعة قال یکره للعیب علی اهلها عرض کرتا ہی مولف کہ مفہوم ان دونو حدیثوں میں کچھہ تعرض نہیں مآل ان دونو کا واحد ہے ہر چند لفظ میں اندک تفاوت ہے اور روایت ہی انکی نفقہ میں مگر محمد بن احمد مخدوش ہے اس مقام پر مخدوش ہونا اس کا کچھہ قادح مقصود نہیں ہے اخر دعونا الحمد لله العلی العظیم علی نعمائه العمیم وافضاله الجسیم ونصلی علی محمد واله الکریم قد فرغت من سوید هذه المسوده تا تسع من الصفر من ... والا ... من ... صلوا ... ها +

د ... تمت فقط

اجـــــازہ

مؤلف رسالہ ہذا کو جو منجانب علمائے عصر حاصل ہے
بنا بر اظہار وثوق اعتبار مولف شامل طبع
رسالہ ہذا کر دیا معہ ترجمہ کی بزبان اردو
تاکہ بیندگان رسالہ ہذا احوال
مصنف سے مطلع ہو کے
رسالہ ہذا کو مستند
سمجھیں

بســـــم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذی جَعَلَ الصَّلوٰۃ معراجاً للمومنین وتقرّباً
جمیع حمد ثابت ہے واسطے اُس اللہ کے جس نے گردانا نماز کو معراج واسطے مومنین کے اور نزدیکی واسطے
للمتقین واقامتھا بالجماعۃ من افاضل سُنن الدّین وقد اشار
پرہیزگاروں کے اور قائم کرنا نماز کا ہمراہ جماعت کے بزرگترین سنتہائے دین ہے بتحقیق اشارہ کیا ہے
الیھا سبحانہٗ فی کتابہ المبین بقولہ تعالیٰ وارکعوا مع
طرف اُس امر کے اللہ پاک نے کتاب اپنی میں جو روشن ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یعنے نماز پڑھو تم ساتھ
الرّاکعین والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیّنا افضل المرسلین وآلہ
نماز پڑھنے والوں کے اور درود اور سلام نبی ہمارے پر جو افضل مرسلین کے ہے اور آل اُنکی
البررۃ الطیّبین الطّاھرین **اما بعد** فانّ صلوٰۃ الجماعۃ
پرجوئیک، اور طیب اور طاہر ہیں بعد حمد و صلواۃ کے پس تحقیق نماز جماعت کی
وصلت فی الاشتھار الیٰ حدٍّ لایکاد یخفیٰ علیٰ اُولوالابصار
پہنچی ہے شہرت میں طرف ایک حد کی کہ نہیں رہی پوشیدہ صاحبان بینائی پر
ثم لا یعزب عن الاخوان فی الدّین وموالی المعصومین
بعد ازاں پوشیدہ نہیں برادران دینی سے اور دوستان آئمہ معصومین

والاخلاق الکریمة والفضائل السديدة فهو المجاز في اقامة الجمعة

اور اخلاق بزرگ کے اور فضیلتاں محکم کے پس وہ مجاز ہے قائم کرنے نماز جمع

والجماعات وان يؤمن اراد الاقتداء به في فرائض الصلوٰة واوصيه

اور جماعت کا اور یہہ کہ امام کرے اسکو جو کوئی چاہے پیروی اُسکی فرائض نمازیں اور نصیحت

بما اوصى منه التقوى فانها هي العروة الوثقى وعليه بمراعاة الاحتياط

کرتا ہوں میں اُسکو ساتھہ ہمیشہ پرہیزگار رہنے کے پس تحقیق پرہیزگاری جائے محکم ہے اور اُسپر ہے نصیحت ساتھہ رعایت کرنے احتیاط

في كل باب فانه يوجب الفوز والنجاة يوم القيوم والحساب واخر

کے ہر باب میں پس احتیاط واجب کرتا ہے پہنچے نجات کو روز قیامت کے پس آخر

دعوينا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله على نبينا واله

دعوی ہمارا یہہ ہے کہ تحقیق حمد ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار عالم کا ہے اور درود اللہ کا نبی ہمارے پر اور آل

الطاهرين نمقه العاصي الضعيف الراجي غفران الله

طاہرین لیلنے پر لکھا اُسکو گنہگار ضعیف امیدوار بخشش اللہ تعالی

القوي خادم الشريعة المصطفوية السيد المصطفى المدعو

قوی سے خادم شریعت مصطفوی کا سید مصطفی مشہور

بمير اغا النقوي

ساتھہ میر اغا کے نقوی

سنة ۱۲ ھ
سید محمد هادی
ابن عمدة العلما
سید مصطفی

خاتمہ رسالہ جو بنام نامی و اسم گرامی علت موجبہ تحریر اس رسالہ کے اختتام پایا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل التوفيق اسباب المحبتين ومصارح

التصدیق والصلوٰۃ علےٰ خیر المرسلین الذی ھو باعث ایجاد والتکوین کما قال اللہ جل جلالہ لولاک لما خلقت الافلاک وآلہ الطیبین الطاھرین الذین ھم الائمۃ المعصومین صلوٰۃ اللہ علیھم اجمعین الیٰ یوم الدین ؎

کہ درین زمان سعادت و فرحت توامان این رسالہ بحسن تائید رشید وامداد مفید شمشیر بیشۂ شجاعت و فتوت مصارع میدان سخاوت و مروت متکی مسند ریاست وایالت صدر سریر حکومت و سیاست صاحب توفیق جزیل و قدر جلیل و وضع جمیل و مراتب نبیل مجمع مجاہد رفعت و اقبال کہف المومنین عماد الاسلام والمسلمین زبدہ عمائد دوران قدوہ اراشد زمان خان والاشان ذی وجیہہ الامکان سلالہ اماجد الطیاب نواب مستطاب محمد احسن علیخان صاحب بہادر لا زالت شموس اقبالہ من افلاک الدوران صورت تحریر و تسوید پذیرفتہ بجوبی تمام و اسلوبی مالا کلام باسم سامی و نام گرامی شان انجام و اختتام یافت امید کہ مقبول نظر فیض از جناب ممدوح گردیدہ مفید ہر خاص و عام گردد ۔ بالنبی وآلہ الامجاد صلوٰۃ اللہ علیہم الیٰ یوم التناد

تاریخ طبع و تالیف رسالہ

منجانب منشی عبداللطیف صاحب ٹھیکہ دار متوطن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور حال مالیر کوٹلہ

وصف کیا ہووے اُس کتابت کا — ہو محول بھلا جو آیت کا
ہو سند میں جو آیت مصحف — کیوں نہ دعوی ہو شان و شوکت کا
آئی تو سامنے ذرا دیکھیں — زعم ہو جس کو اُس کی حرمت کا
گر نہ پا سنخ میں ایسی آیت ہو — پھر ٹھکانا نہیں ہے خفت کا
یہہ مولف کا دیکھو حسن خیال — بیٹھی بٹھلائی کام ہمت کا
بے مشقت یہہ نص قرآنی — کام آساں ہوا ہے خلقت کا
جانی قرآن نہ مانی کوئی حدیث — قید مذہب نہ پاس ملت کا
آیا جو دل میں کہدیا فی الفور — وقت جاتا رہا ہے ہیبت کا
دیکھہ لو سیر کرکے دُنیا کی — نام بدنام ہے دیانت کا
ہو گیا ہے حلال جو تھا حرام — منع سے کام نکلے حلت کا
کار دُنیا میں ایسے ہیں مخبوط — خوف مطلق نہیں قیامت کا
اس رسالے کا جو مصنف ہے — مستحق ہو گیا ہے جنت کا
مسئلہ بھی کہیگا صاف وہی — جو کہ پابند ہے قناعت کا
آبرو اُس کی خاک میں ملجائے — ہو جو خواہاں یہاں کی رفعت کا
مت نہیں ہے تو جانور ہے وہ — آدمی ہووے تو کسی مت کا

جانے دے اے لطیف یہ قصے ذکر کر کچھ خدا کی نعمت کا

راستبازی میں زخم کھاتے ہیں درجہ افزوں ہے کیوں شہادت کا

فکر تاریخ کی ہے تجھ کو لطیف وقت آخر کے پہنچا نوبت کا

ہول کے سر کو کاٹ کر لکھدے ہے رسالہ متعہ کی حلت کا

۵ ۱۳۱۰ھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۷	تنقیبه	به تقیبه	۱۳	۶	اونو نبت کا لسے معلوم	اونو نبت کا کوئی معلوم
//	۱۸	عبدنا	سیدنا	//	۷	ستهلت انا عبد الله	ستهلت ابا عبد الله
//	۲۱	استلاف	ایتلاف	//	۷	ومرد سروایت	ومرد بنت سروایت
//	۲۳	اہل بیب	سے اہل بیت	//	۹	دوات الازواج	وذوات الازواج
۱۳	۶	عارفته	عارفه	//	۱۵	موافقت	موافقت
//	۱۷	اجراه اسی	اجره کا اوس	//	۱۷	اجراه اسی	اجره کا اوس
//	۱۱	خذوات الازواج	فذوات الازواج	//	۱۸	متنح	منح
//	۱۴	بقول	بقول	۱۶	۶	مخودی	مخوری یا
//	۱۵	ان یتمتع بالمورک	ان یتمتع من المملوكة	//	۸	بھی	بھی
//	۱۶	فان اذامنت	فان اذنت	//	۱۴	لاتقی	لاتفی
//	۱۹	فی یباح له اذا غاب	فهی یباح له اذا غاب عنها	//	۱۵	عمك الله ایام	عمك الله ایام
//	۲۱	ابھی	ابھی	//	//	مالنها لها	فانها لها
۱۴	۵	ابن ابره	ابن زہره	//	۱۶	ظاہر ہو اسکے	ظاہر ہو مثال اسکی
//	۵	لولئو نهم	لولؤ تهم	//	۲۳	علیه سمت العبور	علیه سمت من العبور
//	۸	مسعودسی کی	مسعودسی ہی	۱۷	۱	مرحبا	فرحبا
//	۱۰	نسبت بالبین	نسبت متباین	//	۴	ماقلت	قال قلت
//	۱۳	عقدی	عقد ہی	//	//	یجوز فیها اجل الخ	یجوز فیها رجل الخ
//	۱۷	مسمور	مشہور	//	۵	بجل الاول	بجل للاول
//	۱۹	جوفا	بجوفانکے	//	۹	جو لعل کے ہی	جو پہلی کی ہی
//	۲۳	منقعر مره منه	متقعره مبهمه	//	//	امسله	وامسله
۱۵	۲	تروجها	تزوجها	//	//	مبیع	ممتنع
//	۱	وشترکات	وشترکت	//	۱۱	لها	لها
//	۲	معصت	مصنفت	//	۱۶	موارسب	موارثت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٥	١۴	اجرابي	قرار	١٦	٢٠	لسرطت	لشترطت
״	٥	موافقت	موافقت	١٩	٣	موھبہ	موہبہ
״	١٢	اجراه	اجره	״	٦	خلائق	حلائق
١٩	٣	لبیزان اوصاف	لبیزان اسرار وصاف	״	١١	الاحسبا	والاحتیاط
״	١٩	ولاالحکم لکثالا	لاالشم لاثالا	״	٢٣	بصرو جبت	بصرو حیث
٢٠	٢	تربلکات تربورها	تریزیکات تربورها	٢٠	١٠	المراث	الوراث
״	٣	عدلها	عدتها	״	״	سمع مهاماسا	یمتع منها ماشاء
״	١١	منع کری	منقو کری	״	١٣	اذا روحب بعیراون	اذا رضب بعیرا اذن ابوها
״	١۴	بین الحو لبالون الوالا	ابوها الوهبا اذن ابوسا	״	״	نعص	بعیض
״	״	لسف	لتعف	״	١٧	لاعیب	للعیب
״	١٥	نعفة	نغفة	״	٢٢	بعد الثلث والف	وثلث مائة بعد الالف
٢۴	٨	مجابیر	مجاهد	״	١٠	سمعف	مشوش

تمام شد صحت نامہ

اعلان

جس صاحب کو مطلوب ہو مطبع گلزار ابراہیم
کونڈلہ مالیر ضلع لودھیانہ سی طلب فرمالین